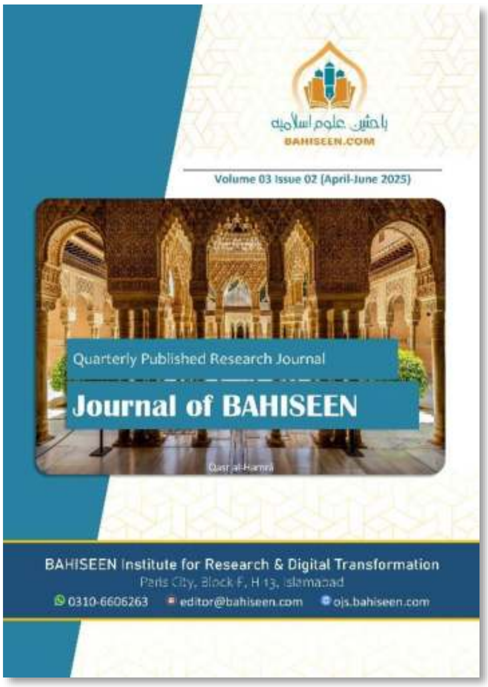

Title
Journal of BAHISEEN
Issue
Volume 03, Issue 02,
April -June 2025
ISSN
ISSN (Online): 2959-4758
ISSN (Print): 2959-474X
Frequency
Quarterly
Copyright ©
Year: 2025
Type: CC-BY-NC
Availability
Open Access
Website
ojs.bahiseen.com
Email
editor@bahiseen.com
Contact
+923106606263
Publisher
BAHISEEN Institute for Research & Digital Transformation, Islamabad

سامی مذاہب میں معاشرتی اصولوں اور عبادات کا تجزیہ
A Review of Social Norms and Rituals in Semitic Religions

Rukhsana Bibi
PhD Scholar, The Islamia University of Bahawalpur
Email: nadeem8775632@gmail.com
Dr. Muhammad Muavia Khan
Assistant Professor, the Islamia University of Bahawalpur
Email: muavia.khan@iub.edu.pk

Abstract:
The Semitic Religions that include Judaism, Christianity, and Isla, place a fundamental emphasis on social ethics and religious practices that shape human interactions and social structures. These religions uphold principles such as justice, compassion, equality, and charity, which are deeply rooted in their sacred scriptures and religious teachings. Judaism, through the Torah and Talmud, promotes laws that guarantee social justice and community responsibility. Christianity, based on the teachings of the Gospel, emphasizes love, sacrifice, and service to humanity as core values. Islam, as revealed in the Quran and Hadith, provides a comprehensive framework for social harmony, emphasizing justice, benevolence, and the fulfillment of human rights. These ethical teachings establish a moral foundation for interpersonal relationships and social order, demonstrating that religion is not merely a personal matter, but a guiding force for collective well-being.

The religious practices of these confessions further reinforce their social principles. Judaism observes rituals such as the Shema (prayer), Yom Kippur (fast), and sacrificial offerings to strengthen spiritual devotion and community bonds. Christianity emphasizes prayer, fasting, baptism, and the Eucharist as essential acts of worship that promote spiritual purification and social solidarity. Islam, through its fundamental practices of Salat (prayer), Sawm (fasting), Zakat (charity), and Hajj (pilgrimage), integrates worship with social responsibility, ensuring economic justice and communal harmony. Despite the differences in their practices, these religions collectively aspire to create a just, moral, and spiritually enriched society. Their shared commitment to ethical conduct and worship highlights the profound role of faith in shaping civilizations and promoting social harmony.

Keywords: Semitic religions, social ethics, religious rituals, Judaism, Christianity, Islam, justice, charity, equality, worship, community

تمہید:

سامی مذاہب کی تعریف اور پس منظر:

سامی مذاہب وہ مذاہب ہیں جو سامی نسل سے تعلق رکھنے والے لوگوں میں پیدا ہوئے اور ان کی بنیادی تعلیمات وحی، توحید اور اخلاقیات پر مبنی ہیں۔ یہ مذاہب بنیادی طور پر یہودیت، عیسائیت اور اسلام پر مشتمل ہیں۔ ان کا موازنہ نوح علیہ السلام کے بیٹے حضرت سام کی نسل سے تعلق رکھنے والے لوگوں سے کیا جاتا ہے جو مشرق وسطیٰ کے مختلف خطوں میں آباد ہوئے اور اپنے مخصوص عقائد و نظریات کو فروغ دیا۔ سامی مذاہب کا بنیادی اصول توحید ہے، یعنی ایک خدا، خالق اور کائنات کے مطلق حاکم کی عبادت۔ ان مذاہب میں تورات، بائبل اور قرآن پاک سمیت وحی اور الہامی کتابوں کی بڑی اہمیت ہے۔ تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ سامی مذاہب نے دنیا کے بیشتر سماجی، اخلاقی اور عدالتی نظاموں کو متاثر کیا، اور ان کی تعلیمات نے انسانی بھلائی کے اصولوں کو قائم کیا۔

یہودیت سب سے قدیم سامی مذہب ہے، جو حضرت موسیٰ پر نازل ہونے والے قانون پر مبنی ہے۔ اس کے بعد عیسائیت آئی، جس کی بنیاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات پر تھی، اور آخر میں اسلام، جو آخری نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا اور اسے پچھلے الہامی مذاہب کی انتہا سمجھا جاتا تھا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء اور سابقہ آسمانی کتابوں کے تسلسل کی تصدیق ان الفاظ سے فرمائی ہے:

" إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِن بَعْدِهِۦ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ إِبْرَٰهِيمَ وَإِسْمَٰعِيلَ وَإِسْحَٰقَ وَيَعْقُوبَ وَٱلْأَسْبَاطِ وَعِيسَىٰ وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَٰرُونَ وَسُلَيْمَٰنَ ۚ وَءَاتَيْنَا دَاوُۥدَ زَبُورًا"

ترجمہ: "بے شک ہم نے آپ کی طرف وحی بھیجی تھی جس طرح ہم نے نوح اور ان کے بعد آنے والے انبیاء پر وحی بھیجی تھی اور ہم نے ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب، ان کی اولاد، عیسیٰ، ایوب، یونس، ہارون اور سلیمان کو وحی بھیجی تھی اور ہم نے داؤد کو زبور عطا کی تھی۔"

معروف مورخ ڈاکٹر مظفر حسین نے اپنی کتاب "مذاہب عالم: ایک تقابلی مطالعہ" میں سامی مذاہب کی بنیاد کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

"یہ تینوں مذاہب مشرق وسطیٰ کے تاریخی پس منظر کے خلاف ابھرے اور اپنے پیروکاروں کو ایک خدا کی عبادت، اخلاقی برتری اور سماجی اصولوں کی پاسداری کا درس دیا۔ ان کی بنیاد وحی اور نبوت کے عقیدے پر ہے، جو ان کی مشترکہ شناخت ہے۔"[1]

سامی مذاہب کا پس منظر نہ صرف مذہبی پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے بلکہ تاریخی، ثقافتی اور سماجی پہلوؤں کا بھی احاطہ کرتا ہے۔ ان کے پیروکاروں نے انسانی تہذیب کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کیا اور آج بھی ان کی تعلیمات دنیا کے مختلف خطوں میں ثقافتی اور سماجی اثرات مرتب کر رہی ہیں۔

سامی مذاہب میں معاشرتی اصول اور عبادات کا معاشرے پر اثر:

سامی مذاہب میں سماجی اصول اور رسومات انسانی زندگی میں بہت اہم کردار ادا کرتے ہیں کیونکہ یہ مذاہب انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو منظم کرنے کے بنیادی اصول فراہم کرتے ہیں۔ یہودیت، عیسائیت اور اسلام اخلاق، انصاف، دیانت، بھائی چارے اور انسانیت کی خدمت جیسے بنیادی تصورات پر زور دیتے ہیں، جو ایک منصفانہ اور پرامن معاشرے کی تشکیل میں مدد کرتے ہیں۔ ان مذاہب نے نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج جیسی عبادات کو محض روحانی مشقوں کے طور پر نہیں بلکہ ایک ایسے نظام کے طور پر متعارف کرایا ہے جو سماجی بہبود کو فروغ دیتا ہے۔

ان عبادات کا بنیادی مقصد انسان کو اللہ تعالی کے قریب لانا، اخلاقی طور پر اس کی اصلاح کرنا اور ایک متوازن معاشرہ قائم کرنا ہے جہاں ہر شخص اپنے فرائض اور دوسروں کے حقوق سے آگاہ ہو۔

اسلامی تعلیمات میں اجتماعی زندگی کے اصولوں کو خصوصی اہمیت دی گئی ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

"وَتَعَاوَنُواْ عَلَى ٱلْبِرِّ وَٱلتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُواْ عَلَى ٱلْإِثْمِ وَٱلْعُدْوَٰنِۚ وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَۖ إِنَّ ٱللَّهَ شَدِيدُ ٱلْعِقَابِ"[2]

ترجمہ: ”اور نیکی اور پرہیز گاری میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو، بیشک اللہ سخت سزا دینے والا ہے“۔

یہودیت نے بھی ایک منظم سماجی ڈھانچہ قائم کرنے کے لیے رسومات کا استعمال کیا۔ مثال کے طور پر، سبت کا تصور کام کو روکنے پر روحانی، سماجی اور خاندانی تعلقات کو مضبوط کرنے کے لیے متعارف کرایا گیا تھا۔ اسی طرح عیسائیت میں ہولی کمیونین اور عوامی خدمت کے تصورات سماجی یکجہتی کی مثالیں ہیں۔

ممتاز مغربی مفکر ول ڈیورنٹ اپنی کتاب "تہذیب کی تاریخ" میں سامی مذاہب کے سماجی اثرات کے بارے میں لکھتے ہیں:

"یہ تینوں مذاہب محض عقائد کا مجموعہ نہیں ہیں، بلکہ سماجی اور اخلاقی ضابطے بھی فراہم کرتے ہیں جو انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں پر حکومت کرتے ہیں۔ ان کے اصول انسانی فلاح اور سماجی ہم آہنگی کے لیے ضروری ہیں۔"[3]

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سامی مذاہب میں رسومات اور معاشرتی اصول نہ صرف روحانی ترقی کے لیے ضروری ہیں بلکہ ایک مثالی سماجی نظام کے قیام میں بھی کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔

یہودیت:

تورات اور تلمود میں معاشرتی قوانین:

یہودیت کے سماجی قوانین تورات اور تلمود پر مبنی ہیں، جنہیں یہودی شریعت (حلاچہ) کا بنیادی ماخذ سمجھا جاتا ہے۔ تورات اللہ کے نازل کردہ بنیادی احکام پر مشتمل ہے جس میں اخلاقیات، عبادات، عدل، معاشیات، ازدواجی زندگی اور دیگر معاشرتی اصولوں کے بارے میں واضح احکامات دیے گئے ہیں۔ تلمود ان قوانین کی تشریح اور وضاحت پر مشتمل ہے اور یہ یہودی مذہبی اسکالرز کی آراء، کہانیوں، قانونی سوالات اور فلسفیانہ مباحث کا مجموعہ ہے۔ ان دونوں کتابوں میں بیان کردہ اصول یہودیت کے پیروکاروں کو زندگی کے تمام پہلوؤں میں رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔

تورات کا سب سے بنیادی قانونی ضابطہ "دس احکام" ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ پر نازل کیے تھے۔ ان میں اللہ کی وحدانیت، والدین کی عزت، جھوٹ سے اجتناب، چوری اور قتل کی ممانعت جیسے اہم اخلاقی اور معاشرتی اصول شامل ہیں۔ ان احکامات کا بنیادی مقصد ایک ایسا معاشرہ تشکیل دینا تھا جہاں انصاف، دیانت اور امن کو فروغ دیا جائے۔ مزید برآں، تورات میں واضح طور پر زمین کی ملکیت، مزدوری کے حقوق، قرض اور سود کے اصول، اور کاروباری لین دین کے ضوابط کی وضاحت کی گئی ہے۔

انہی اصولوں کو تلمود میں مزید تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، جس میں کسی بھی سماجی مسئلے کو حل کرنے کے طریقہ پر بحث کی گئی ہے۔ مثال کے طور پر مزدوروں اور تاجروں کے حقوق کی تفصیلی گفتگو ہے۔ تلمود کے مطابق، انصاف اور دیانت کسی بھی معاہدے کے بنیادی اصول ہونے چاہئیں، اور دھوکہ دہی کی سختی سے ممانعت ہے۔ مشہور یہودی فقیہ میمونائیڈز نے تلمود کی روشنی میں یہودی قوانین کو ایک جامع شکل دی اور بتایا کہ یہ قوانین نہ صرف مذہبی عبادات پر لاگو ہوتے ہیں بلکہ روزمرہ کی زندگی پر بھی لاگو ہوتے ہیں۔

معروف مغربی مؤرخ ول ڈیورانٹ اپنی کتاب "The Story of Civilization" میں لکھتے ہیں:

"یہودی قوانین صرف روحانی عبادات پر مبنی نہیں، بلکہ ہر شہری اور سماجی تعلق کے لیے ایک عملی ضابطہ فراہم کرتے ہیں، جو صدیوں تک ایک منظم معاشرتی ڈھانچے کی ضمانت رہا ہے۔"[4]

سو ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہودیت میں بھی ان کی مقدس کتابوں تورات اور تلمود کی تعلیمات کے ذریعے پیش کیے گئے معاشرتی قوانین ایک مکمل ضابطۂ حیات پر مشتمل ہیں، جو یہودیوں کی سماجی اور قانونی زندگی کی بنیاد ہیں۔ ان قوانین کا مقصد عدل، دیانت داری اور سماجی نظم کو یقینی بنانا ہے تاکہ ایک صالح اور منصفانہ معاشرہ تشکیل دیا جا سکے۔

تورات اور تلمود میں معاشرتی قوانین:

یہودیت میں، انصاف، راستبازی اور خیرات کے اصول بنیادی سماجی اقدار کے طور پر قائم ہیں، جو فرد اور معاشرے کے باہمی تعلقات کو منظم کرتے ہیں۔ ان اصولوں کا مقصد ایک ایسا نظام بنانا ہے جہاں ہر ایک کو وہ ملے جو ان کی وجہ سے ہے، دیانت کو فروغ دینا اور کمزور ترین شعبوں کی فلاح و بہبود کی ضمانت دینا ہے۔ یہ اصول نہ صرف اخلاقی تعلیمات کا حصہ ہیں بلکہ شریعت موسیٰ میں بھی ان کی وضاحت کی گئی ہے۔

یہودیت میں انصاف کو خدا کی صفت قرار دیا گیا ہے اور یہودی شریعت میں ججوں کے لیے سخت احکامات دیے گئے ہیں کہ وہ انصاف کے تقاضوں کی تعمیل کریں اور کسی کے ساتھ جانبداری یا ظلم نہ کریں۔ تورات میں ہے:

"تم اپنے شہروں میں قاضی اور حاکم مقرر کرو، جو لوگوں کے درمیان انصاف سے فیصلہ کریں۔"[5]

یہودیت میں صداقت (Truthfulness) کو ایک بنیادی اخلاقی اصول سمجھا جاتا ہے اور جھوٹ سے اجتناب کو سختی سے لازم قرار دیا گیا ہے۔ تلمود میں لکھا ہے کہ جھوٹ بولنا نہ صرف دوسروں کے حقوق کی خلاف ورزی ہے بلکہ خدا کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے۔ صداقت نہ صرف بات چیت میں بلکہ تجارت، معاہدوں اور سماجی معاملات میں بھی برقرار رہتی ہے۔ مشہور یہودی فقیہ میمونائیڈز کے مطابق، راستبازی ایک ایسا اصول ہے جس پر پورا معاشرتی نظام قائم ہے اور اس کے بغیر کوئی معاشرہ مستحکم نہیں ہو سکتا۔

خیرات کو یہودیت میں Tzedakah کہا جاتا ہے اور اس میں نہ صرف مالی مدد بلکہ عملی سماجی بہبود کے اصول بھی شامل ہیں۔ یہودیوں کے عقیدے کے مطابق جو شخص دوسروں کی مدد نہیں کرتا وہ خدا کے احکام کی نافرمانی کرتا ہے۔ معروف مغربی مؤرخ پال جانسن اپنی کتاب "A History of the Jews" میں لکھتے ہیں:

"یہودی معاشرت میں خیرات کو محض سخاوت نہیں بلکہ ایک سماجی فریضہ سمجھا جاتا ہے، جس کا مقصد سماجی ناہمواری کو کم کرنا ہے۔"[6]

یہ اصول یہودیت کے سماجی نظام کو ایک مضبوط اخلاقی بنیاد فراہم کرتے ہیں اور اگر ان پر عمل کیا جائے تو ایک متوازن اور منصفانہ معاشرہ تشکیل دیا جا سکتا ہے۔

یہودیت میں عبادات:

یہودیت میں عبادت کا ایک خاص نظام ہے جو فرد اور خدا کے درمیان تعلق کو مضبوط کرتا ہے اور سماجی نظم کو فروغ دیتا ہے۔ ان عبادتوں میں نماز (شما)، روزہ (یوم کپور)، قربانی، اور دیگر مذہبی رسومات شامل ہیں جن کا مقصد روحانی تزکیہ، خدا کی عبادت، اور گناہوں کی معافی ہے۔

یہودیت میں نماز کو شِما کہا جاتا ہے جو کہ ایک بنیادی عقیدہ بھی ہے۔ اس دعا میں یہ الفاظ ہیں "سنو، اسرائیل! خدا ہمارا رب ہے، خدا ایک ہے" اور یہودیوں کو ہر صبح اور شام اسے پڑھنا چاہیے۔ تلمود اس دعا کی اہمیت پر زور دیتا ہے اور بتاتا ہے کہ یہ یہودی عقیدے کی بنیاد اور خدا کی وحدانیت کا اقرار ہے۔ میمونائڈز نے اس دعا کو یہودیت میں عبادت کا سب سے بنیادی عمل قرار دیا، جو ہر یہودی کے لیے فرض ہے۔

یہودیت میں روزے کو ایک اہم مقام حاصل ہے، خاص طور پر "یوم کپور" پر جسے کفارہ کا دن کہا جاتا ہے۔ یہ دن سال بھر کے گناہوں کے کفارے کے لیے مخصوص ہے اور اس دن یہودی طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک کھانے پینے سے پرہیز کرتے ہیں۔ اس موقع پر خصوصی دعائیں پڑھی جاتی ہیں، جس میں انسان اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہے اور اللہ سے معافی مانگتا ہے۔ تورات میں اس روزے کا ذکر ہے:

"یہ تمہارے لیے ایک دائمی حکم ہو گا کہ ساتویں مہینے کی دسویں تاریخ کو تم اپنے نفس کو دکھ دو اور کوئی کام نہ کرو۔"[7]

قربانی یہودی عبادت میں ایک اہم عمل تھا اور یروشلم کے ہیکل میں ہوتا تھا۔ قربانی کا بنیادی مقصد خدا کی رضا اور گناہوں کی معافی حاصل کرنا تھا۔ تاہم، ہیکل کی تباہی کے بعد اس عمل کو معطل کر دیا گیا اور اس کی جگہ نماز اور گناہوں کے کفارہ کے طور پر اچھے کاموں نے لے لی۔ ممتاز یہودی مورخ سلیمان شقطار لکھتے ہیں:

"یہودیت میں قربانی کی رسم نہ صرف مذہبی تھی بلکہ اس سے سماجی تعلقات اور قبائلی اتحاد بھی مستحکم ہوتے تھے۔"[8]

یہودیت میں دیگر مذہبی تہوار بھی شامل ہیں، جیسے سبت کا دن، جس پر یہودی تمام کاموں سے پرہیز کرتے ہیں اور اسے مکمل طور پر عبادت اور آرام کے لیے محفوظ رکھتے ہیں۔ یہ روایت تورات میں دیے گئے حکم پر مبنی ہے، جہاں خدا نے دنیا کو چھ دنوں میں تخلیق کیا اور ساتویں دن آرام کیا۔

یہ رسومات یہودیت کے روحانی اور سماجی ڈھانچے کا ایک لازمی حصہ ہیں، جو فرد کو خدا کے قریب لاتی ہیں اور یہودی قوم کی اجتماعی شناخت کو برقرار رکھتی ہیں۔

عیسائیت:

انجیل میں معاشرتی انصاف اور انسانی ہمدردی کی تعلیمات:

عیسائیت میں معاشرتی انصاف اور انسانی ہمدردی کو بنیادی اقدار کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے، اور انجیل مقدس میں ان اصولوں پر بارہا زور دیا گیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات میں عدل، رحم دلی، مساوات، اور غریبوں اور مظلوموں کی مدد کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ عیسائی عقیدے میں یہ تصور پایا جاتا ہے کہ ہر انسان خدا کی صورت پر پیدا کیا گیا ہے، لہٰذا سب کو عزت اور وقار کے ساتھ برتاؤ کرنا ضروری ہے۔ انجیل مقدس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بارہا معاشرتی انصاف پر زور دیا۔ ان کے مطابق حقیقی نیکی صرف عبادات تک محدود نہیں، بلکہ کمزوروں اور محتاجوں کی مدد کرنا بھی دین کا لازمی جزو ہے۔ انجیل میں آیا ہے:

"اگر تم میں سے کوئی کہے کہ مجھے خدا سے محبت ہے لیکن وہ اپنے بھائی سے نفرت کرتا ہے تو وہ جھوٹا ہے، کیونکہ جو اپنے بھائی سے محبت نہیں کرتا جسے وہ دیکھ سکتا ہے، وہ خدا سے محبت کیسے کر سکتا ہے جسے وہ دیکھ نہیں سکتا؟"[9]

یہ تعلیم اس بات کو واضح کرتی ہے کہ انسانوں کے ساتھ انصاف اور ہمدردی کے بغیر ایمان کا تصور مکمل نہیں ہو سکتا۔ عیسائیت میں عدل وانصاف کا مطلب صرف قانونی برابری نہیں، بلکہ سماجی ذمہ داری بھی ہے۔ یہ اصول سینٹ تھامس ایکوئیناس جیسے مفکرین نے بھی بیان کیے، جو کہتے ہیں:

"حقیقی انصاف وہی ہے جو ضرورت مندوں کو ان کا حق دے، اور جو صاحبِ استطاعت ہیں انہیں اس خیر میں حصہ لینے کی تلقین کرے۔"[10]

عیسائیت میں انسانی ہمدردی کی تعلیمات کا عملی مظاہرہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں بھی ملتا ہے۔ وہ خود بیماروں کا علاج کرتے، یتیموں اور بیواؤں کا سہارا بنتے اور فقراء کے ساتھ بیٹھ کر کھاتے تھے۔ انہوں نے اپنے ماننے والوں کو بھی یہی سکھایا کہ وہ اپنی دولت کو غریبوں میں تقسیم کریں اور اپنی ضروریات سے زیادہ جمع کرنے کے بجائے دوسروں کی مدد کریں۔ انجیل میں ہے:

"اگر تم کامل ہونا چاہتے ہو تو جاؤ، اپنی سب چیزیں بیچ دو اور غریبوں کو دے دو، تو تمہیں آسمان میں خزانہ ملے گا۔ پھر آکر میرے پیچھے ہو لو۔"[11]

ان تعلیمات سے واضح ہوتا ہے کہ عیسائیت میں ہمدردی، ایثار اور خدمت خلق کو اہم مقام حاصل ہے۔ معاشرتی انصاف اور انسانی ہمدردی کے یہ اصول جدید دور میں بھی انسانی حقوق اور فلاحی ریاست کے قیام کے بنیادی تصورات کے طور پر تسلیم کیے جاتے ہیں۔

محبت، قربانی اور خدمت خلق کی اہمیت:

عیسائیت میں محبت، قربانی، اور خدمت خلق کو نہایت اہمیت حاصل ہے، اور یہ تینوں عناصر اس مذہب کی بنیادی اخلاقی اور روحانی تعلیمات میں شامل ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات میں ان اصولوں پر زور دیا گیا، اور انجیل مقدس میں بارہا محبت کے عملی اظہار، قربانی کی روح، اور خدمت خلق کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔

محبت، جو کہ عیسائیت کی بنیاد سمجھی جاتی ہے، انجیل میں سب سے بڑی نیکی قرار دی گئی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

"تم اپنے خداوند خدا سے اپنے سارے دل، اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل سے محبت رکھو۔ یہ پہلا اور سب سے بڑا حکم ہے۔ اور دوسرا اس کے برابر ہے: تم اپنے پڑوسی سے اپنے جیسا محبت رکھو۔"[12]

یہ تعلیم اس بات کو واضح کرتی ہے کہ محبت محض ایک جذباتی احساس نہیں بلکہ ایک عملی عمل ہے، جس کے ذریعے انسان دوسروں کے ساتھ بھلائی کرتا ہے، انہیں معاف کرتا ہے، اور ان کے لیے قربانی دینے کے لیے تیار ہوتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی زندگی میں بھی اس اصول کو اپنایا، اور وہ سب سے بڑی مثال بنے کہ کس طرح ایثار اور محبت کو عملی جامہ پہنایا جاسکتا ہے۔

قربانی کا اصول بھی عیسائیت میں نہایت اہم ہے، اور اس کی سب سے بڑی مثال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات ہے، جنہوں نے دوسروں کی نجات کے لیے اپنی جان قربان کر دی۔ عیسائی عقیدے میں انہیں "برّۂ خدا" کہا جاتا ہے، جو کہ بنی نوع انسان کے گناہوں کا کفارہ دینے کے لیے قربانی کے طور پر آیا۔

انجیل میں بیان ہوتا ہے:

"اس سے بڑی محبت کوئی نہیں کہ کوئی اپنی جان اپنے دوستوں کے لیے دے۔"[13]

یہ آیت ظاہر کرتی ہے کہ عیسائیت میں قربانی کو محض مالی یا مادی وسائل دینے تک محدود نہیں رکھا گیا، بلکہ اس میں دوسروں کی بھلائی کے لیے بڑی سے بڑی چیز، حتیٰ کہ جان تک قربان کرنے کا درس دیا گیا ہے۔

خدمت خلق بھی عیسائیت کی بنیادی تعلیمات میں سے ہے، جسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نہ صرف الفاظ میں سکھایا بلکہ اپنی زندگی میں اس پر عمل بھی کیا۔ وہ بیماروں کا علاج کرتے، غریبوں کو کھانا کھلاتے، یتیموں کی مدد کرتے اور مظلوموں کا سہارا بنتے۔ انجیل مقدس میں لکھا ہے:

"کیونکہ میں بھوکا تھا اور تم نے مجھے کھانا دیا، میں پیاسا تھا اور تم نے مجھے پانی پلایا، میں پردیسی تھا اور تم نے مجھے اپنے گھر میں جگہ دی، میں ننگا تھا اور تم نے مجھے کپڑے پہنائے، میں بیمار تھا اور تم نے میری دیکھ بھال کی، میں قید میں تھا اور تم میرے پاس آئے۔"[14]

یہ تعلیمات عیسائیت میں سماجی فلاح و بہبود اور خدمت خلق کی عظمت کو واضح کرتی ہیں۔ جدید دور میں بھی عیسائی مشنری ادارے اسی اصول پر کام کرتے ہیں اور دنیا بھر میں انسانیت کی خدمت کو ترجیح دیتے ہیں۔ اس طرح محبت، قربانی، اور خدمت خلق کا عیسائیت میں نہ صرف نظریاتی بلکہ عملی سطح پر بھی ایک گہرا مقام ہے۔

عیسائیت میں عبادات:

عیسائیت میں عبادات ایک بنیادی روحانی پہلو رکھتی ہیں جو انسان کو خدا کے قریب کرتی ہیں اور اس کے اندر روحانی پاکیزگی پیدا کرتی ہیں۔ ان عبادات میں دعا، روزہ، بپتسمہ، اور عشائے ربانی شامل ہیں، جو عیسائی زندگی میں اہمیت کے حامل ہیں۔ یہ عبادات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات پر مبنی ہیں اور مختلف عیسائی فرقوں میں کسی نہ کسی شکل میں رائج ہیں۔

دعا:

عیسائیت میں دعا خدا سے تعلق قائم رکھنے کا ایک بنیادی ذریعہ ہے۔ انجیل مقدس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کی خاص اہمیت بیان کی اور اپنے ماننے والوں کو اس کی تعلیم دی۔ معروف "ربّانی دعا" (The Lord's Prayer) کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود سکھایا، جو عیسائی عبادت کا ایک اہم حصہ ہے۔ انجیل میں آتا ہے:

"اور جب تم دعا کرو تو ریاکاروں کی طرح نہ بنو، کیونکہ وہ عبادت خانوں اور بازاروں کے کونوں میں کھڑے ہو کر دعا کرنا پسند کرتے ہیں تاکہ لوگ انہیں دیکھیں۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ انہیں ان کا اجر مل چکا۔ لیکن جب تم دعا کرو تو اپنی کوٹھری میں جا کر دروازہ بند کر لو اور اپنے باپ سے دعا کرو جو پوشیدگی میں ہے، اور تمہارا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے، تمہیں بدلہ دے گا۔"[15]

یہ تعلیم ظاہر کرتی ہے کہ عیسائیت میں دعا ایک ذاتی اور خالص روحانی عمل ہے، جو خلوصِ نیت اور عاجزی سے کی جانی چاہیے، نہ کہ دکھاوے کے لیے۔

روزہ:

عیسائیت میں روزے کو روحانی تربیت اور قرب الٰہی کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ روزے کی سب سے مشہور شکل "چالیس دن کا روزہ" (Lent) ہے، جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے چالیس دن کے روزے کی یاد میں رکھا جاتا ہے۔ انجیل میں ہے:

"تب روح نے یسوع کو بیابان میں لے جایا تاکہ وہ ابلیس کی طرف سے آزمائش میں پڑے۔ اور جب وہ چالیس دن اور چالیس رات تک روزہ رکھ چکا تو آخرکار اسے بھوک لگی۔"[16]

یہ روزہ زیادہ تر مسیحی عقیدے میں گناہوں کی معافی اور روحانی پاکیزگی کے لیے رکھا جاتا ہے، اور اس دوران مسیحی افراد دنیاوی لذتوں اور خواہشات سے پرہیز کرتے ہیں۔

بپتسمہ:

بپتسمہ (Baptism) عیسائی مذہب میں ایک نہایت مقدس رسم ہے، جو ایمان لانے اور روحانی زندگی میں داخل ہونے کی علامت ہے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے لوگوں کو دریا میں غسل دے کر بپتسمہ دیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی اس رسم کو اختیار کیا۔ بائبل میں ہے:

"تب یسوع گلیل سے یردن کے کنارے یوحنا کے پاس آیا تاکہ اس سے بپتسمہ لے۔ لیکن یوحنا نے اسے روک کر کہا کہ میں خود آپ سے بپتسمہ لینے کا محتاج ہوں اور آپ میرے پاس آئے ہیں؟"[17]

بپتسمہ کا عمل پانی کے ذریعے انجام دیا جاتا ہے، جس میں ایک فرد کو خدا کے قریب ہونے، گناہوں سے نجات حاصل کرنے، اور عیسائی برادری کا حصہ بننے کا موقع ملتا ہے۔

عشائے ربانی:

عشائے ربانی (Eucharist) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آخری رات (The Last Supper) کی یاد میں منایا جاتا ہے، جب انہوں نے اپنے حواریوں کے ساتھ کھانے کے دوران روٹی اور مے کو اپنی قربانی کی علامت کے طور پر پیش کیا۔

انجیل مقدس میں یہ واقعہ یوں بیان ہوا ہے:

"یسوع نے روٹی لی، برکت دی، توڑی اور شاگردوں کو دے کر کہا: لو، کھاؤ، یہ میرا بدن ہے۔ پھر اس نے پیالہ لیا، شکر کیا اور انہیں دیا اور کہا: تم سب اس میں سے پیو، کیونکہ یہ میرے خون کا عہد ہے، جو بہتوں کے لیے بہایا جاتا ہے تاکہ گناہوں کی معافی ہو۔"[18]

عشائے ربانی کو عیسائی عبادت میں ایک مرکزی حیثیت حاصل ہے، اور یہ مسیحی برادری میں اتحاد، محبت، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قربانی کی یادگار کے طور پر منایا جاتا ہے۔

یہ چار عبادات عیسائی مذہب کی روحانی بنیادیں ہیں، جو نہ صرف افراد کے ایمان کو تقویت بخشتی ہیں بلکہ انہیں ایک اجتماعی دینی تجربے میں بھی شامل کرتی ہیں۔

اسلام:

اسلام کے معاشرتی اصول: عدل، احسان، مساوات، حقوق العباد:

اسلامی معاشرتی اصول ایک جامع، متوازن اور عملی نظامِ زندگی فراہم کرتے ہیں جو عدل، احسان، مساوات اور حقوق العباد پر مبنی ہے۔ قرآن و حدیث میں ان اصولوں کو نہایت وضاحت اور تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، تاکہ ایک ایسا معاشرہ تشکیل دیا جا سکے جو فلاحی، منصفانہ اور امن و انصاف پر قائم ہو۔

عدل:

عدل اسلام میں ایک بنیادی اصول ہے جو ہر فرد اور معاشرے کے لیے لازم قرار دیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے عدل کو قائم رکھنے کا حکم دیا:

"إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ"[19]

ترجمہ: "بے شک اللہ عدل، احسان اور رشتہ داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی، برائی اور سرکشی سے منع کرتا ہے، وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم سبق حاصل کرو۔"

یہ اصول انفرادی، اجتماعی اور حکومتی سطح پر لاگو ہوتا ہے، جہاں ہر فرد اور ادارے کو عدل و انصاف کے تقاضے پورے کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے بھی عدل کی تاکید فرمائی:

"إِنَّ الْمُقْسِطِينَ عِندَ اللَّهِ عَلَى مَنَابِرَ مِنْ نُورٍ عَنْ يَمِينِ الرَّحْمَنِ عَزَّ وَجَلَّ وَكِلْتَا يَدَيْهِ يَمِينٌ، الَّذِينَ يَعْدِلُونَ فِي حُكْمِهِمْ وَأَهْلِيهِمْ وَمَا وَلُوا"[20]

ترجمہ: "بے شک انصاف کرنے والے اللہ تعالیٰ کے ہاں نور کے منبروں پر ہوں گے، جو اپنے فیصلوں میں، اپنے گھر والوں میں اور اپنے ماتحتوں کے ساتھ انصاف کرتے ہیں۔"

احسان:

اسلام محض عدل کا حکم نہیں دیتا بلکہ احسان، یعنی نیکی، رحمت اور ایثار کی بھی تلقین کرتا ہے۔ احسان کا مطلب یہ ہے کہ کسی کو اس کے حق سے زیادہ دیا جائے، اور خود کو کم تر رکھ کر دوسروں کی بھلائی کے لیے کام کیا جائے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

"وَأَحْسِنُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ"[21]

ترجمہ: "اور احسان کرو، بے شک اللہ احسان کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے احسان کی عملی مثالیں پیش کیں، اور ایک حدیث میں ارشاد فرمایا:

"إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ الإِحْسَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ"[22]

ترجمہ: "بے شک اللہ نے ہر چیز میں احسان کو لازم کیا ہے۔"

یہ اصول ہمیں سکھاتا ہے کہ معاملات میں سختی کی بجائے نرمی، درگزر اور بھلائی سے پیش آنا چاہیے، کیونکہ اس سے معاشرتی ہم آہنگی اور محبت پروان چڑھتی ہے۔

مساوات:

اسلام میں تمام انسان برابر ہیں، اسلامی تعلیمات کے مطابق کسی فرد کو نسل، رنگ، زبان یا معاشی حیثیت کی بنیاد پر برتری حاصل نہیں، بلکہ سب انسان برابر ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

"يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ"[23]

ترجمہ: "اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا، اور تمہیں قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔"

حضور اکرم ﷺ نے اپنے آخری خطبے میں بھی مساوات کا اعلان کیا اور فرمایا:

" لا فضل لعربي على عجمي ولا عجمي على عربي ولا احمر على اسود ولا اسود على احمر إلا بالتقوى"[24]

ترجمہ: "کسی عربی کو عجمی پر، کسی عجمی کو کسی عربی اور کسی گورے کو کالے اور کسی کالے کو کسی گورے پر کوئی فضیلت نہیں، سوائے تقویٰ کے۔"

یہ تعلیمات اسلامی معاشرے میں نسل، قومیت اور طبقاتی تفریق کو ختم کر کے ایک عادلانہ اور مساوات پر مبنی سماج کی بنیاد رکھتی ہیں۔

حقوق العباد:

اسلام میں حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کو بھی بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔ ایک شخص اگر دوسروں کے حقوق ادا نہیں کرتا تو محض عبادات سے کامیاب نہیں ہو سکتا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

"وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا"[25]

ترجمہ: "اور اللہ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ، اور والدین کے ساتھ بھلائی کرو، اور رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، قریبی پڑوسی، دور کے پڑوسی، ہم نشین، مسافر اور غلاموں کے ساتھ بھی احسان کرو۔ بے شک اللہ اکڑنے والے اور فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔"

یہی اصول رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی میں نافذ کیا اور فرمایا:

" اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسلِمُونَ مِنْ لِّسَانِهِ وَيَدِهِ"[26]

ترجمہ: "مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔"

ان تعلیمات کی روشنی میں اسلام نے ایک ایسا معاشرتی نظام قائم کیا جو عدل، احسان، مساوات اور حقوق العباد کو یقینی بناتا ہے۔ ان اصولوں پر عمل پیرا ہو کر ہی ایک فلاحی اور پرامن معاشرہ تشکیل دیا جاسکتا ہے۔

اسلامی عبادات اور ان کے معاشرتی اثرات:

اسلام میں عبادات کا ایک منظم نظام قائم کیا گیا ہے جو نہ صرف انفرادی طور پر انسان کو پاکیزگی عطا کرتا ہے بلکہ اجتماعی زندگی پر بھی گہرے اثرات مرتب کرتا ہے۔ اسلامی عبادات میں نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج بنیادی حیثیت رکھتے ہیں، جو فرد کو اللہ رب العزت کے قریب کرنے کے ساتھ ساتھ سماجی اور اخلاقی اقدار کو بھی پروان چڑھاتے ہیں۔

نماز:

نماز اسلامی معاشرے میں اتحاد اور مساوات کا درس دیتی ہے، جہاں امیر و غریب، حاکم و محکوم سب ایک صف میں کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور سر بسجود ہوتے ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ"[27]

ترجمہ: "بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔"

روزہ:

روزہ صبر، ضبطِ نفس اور تقویٰ کی تربیت دیتا ہے، جو معاشرتی برائیوں کے خاتمے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ اس کے ذریعے افراد کو بھوک اور پیاس کا عملی تجربہ ہوتا ہے، جس سے ان میں غرباء اور مساکین کے لیے ہمدردی پیدا ہوتی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"الصِّيَامُ جُنَّةٌ"[28]

ترجمہ: "روزہ ڈھال ہے۔"

زکوٰۃ:

زکوٰۃ اسلامی معیشت میں استحکام اور سماجی مساوات کا ذریعہ ہے۔ یہ دولت کو گردش میں رکھتی ہے اور امیروں اور غریبوں کے درمیان فاصلہ کم کرتی ہے۔

قرآن مجید میں فرمایا گیا:

"خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا"[29]

ترجمہ: "ان کے مالوں میں سے صدقہ لے لو، تاکہ تم انہیں پاک اور صاف کر دو۔"

حج:

حج ایک عالمی اجتماع ہے جو بین الاقوامی سطح پر مساوات اور اخوت کو فروغ دیتا ہے۔ اس موقع پر دنیا بھر سے آئے ہوئے لوگ ایک لباس میں، ایک ہی شعار کے ساتھ، ایک ہی مقصد کے لیے جمع ہوتے ہیں، جو ہر قسم کے نسلی، لسانی اور طبقاتی امتیازات کو ختم کر دیتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے حج کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"مَن حَجَّ لِلَّهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ، رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ"[30]

ترجمہ: "جس نے حج کیا اور کوئی ناپسندیدہ بات نہ کی اور کوئی گناہ نہ کیا، وہ اس دن کی طرح ہو جاتا ہے جیسے وہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔"

یہ تمام عبادات فرد کی روحانی تربیت کے ساتھ ساتھ ایک صالح اور مثالی اسلامی معاشرے کی بنیاد رکھتی ہیں، جہاں عدل، مساوات، ہمدردی اور قربانی کے جذبات کو فروغ حاصل ہوتا ہے۔

اسلامی عبادات کا عملی زندگی میں کردار:

اسلام میں عبادات کا ایک منظم نظام قائم کیا گیا ہے جو نہ صرف انفرادی طور پر انسان کو پاکیزگی عطا کرتا ہے بلکہ اجتماعی زندگی پر بھی گہرے اثرات مرتب کرتا ہے۔ اسلامی عبادات محض ایک رسم نہیں بلکہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو عملی زندگی میں انفرادی اور اجتماعی سطحوں پر گہرے اثرات مرتب کرتی ہے۔ یہ عبادات انسان کی روحانی تزکیہ کے ساتھ ساتھ اخلاقی اور سماجی کردار کی اصلاح کا باعث بنتی ہیں جس کے نتیجے میں ایک منظم، متوازن اور پرامن معاشرہ وجود میں آتا ہے۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج جیسے فرائض انسان کو ظاہری اور باطنی طور پر رونق بخشتے ہیں اور اسے ایک بہتر شہری، دیانتدار تاجر، عادل حکمران اور اچھا انسان بننے میں مدد دیتے ہیں۔

اسلامی نظام زندگی میں نماز کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ انسان میں خود پر قابو، ذمہ داری کا احساس اور وقت کی پابندی جیسی خصوصیات پیدا کرتا ہے۔ اجتماعی نماز کے ذریعے سماجی اتحاد، مساوات اور بھائی چارے کو فروغ دیا جاتا ہے، جہاں ہر شخص خواہ امیر ہو یا غریب، بادشاہ ہو یا غریب، ایک ہی لائن پر ہوتا ہے۔ روزہ نہ صرف روحانی تربیت ہے بلکہ سماجی ہمدردی، صبر اور ضبط نفس کا بھی ایک بہترین ذریعہ ہے۔ جب ایک شخص بھوک اور پیاس کا تجربہ کرتا ہے، تو وہ معاشرے کے پسماندہ اور ضرورت مند افراد کی حالت زار سے آگاہ ہوتا ہے، جس سے پرہیزگاری اور ہمدردی کے جذبات ابھرتے ہیں۔ زکوٰۃ اسلامی معاشرے میں معاشی توازن اور دولت کی منصفانہ تقسیم کی ضمانت دیتی ہے۔ اس کا مقصد غریبوں اور ضرورت مندوں کی مدد کرنا اور معاشرے میں طبقاتی تفاوت کو کم کرنا ہے۔ حج ایک اجتماعی عمل ہے جو پوری امت مسلمہ کے اتحاد، بھائی چارے اور مساوات کا مظہر ہے۔ حج کے دوران ایک ہی لباس (احرام) پہننے سے نسلی اور طبقاتی امتیازات مٹ جاتے ہیں اور تمام مسلمان اسی مقصد کے تحت اللہ کے حضور سجدہ ریز ہوتے ہیں۔

ایسا لگتا ہے کہ اسلامی عبادات نہ صرف انسان کو اللہ تعالیٰ کے قریب کرتی ہیں بلکہ ایک مہذب اور بہترین معاشرے کی تشکیل میں بھی کلیدی کردار ادا کرتی ہیں۔ انصاف، مساوات، ہمدردی، ایثار و قربانی اور بھائی چارے کے اصولوں پر مبنی معاشرہ ہی حقیقی اسلامی معاشرہ تصور کیا جا سکتا ہے۔

تجزیہ:

سامی مذاہب، یعنی یہودیت، عیسائیت اور اسلام میں، سماجی اصول اور رسومات بنیادی ہیں اور انسانی زندگی پر ان کے گہرے اثرات ہیں۔ تینوں مذاہب الٰہی تعلیمات پر مبنی ہیں اور ان کے سماجی قوانین انصاف، راستبازی، مساوات اور خیرات کے اصولوں پر مبنی ہیں۔ یہودیت میں تورات اور تلمود میں واضح احکام موجود ہیں جو سماجی انصاف اور خیرات پر زور دیتے ہیں جبکہ عیسائیت میں انجیل کی تعلیمات محبت، قربانی اور

انسانیت کی خدمت کے اصولوں کو اجاگر کرتی ہیں۔ اسلام میں قرآن مجید اور احادیث کے ذریعے ایک مکمل ضابطہ حیات پیش کیا گیا ہے جس میں عدل، احسان، انسانی حقوق اور مساوات جیسے تصورات کو خصوصی اہمیت دی گئی ہے۔

یہودیت میں، عبادات میں شمع (روزانہ نماز)، یوم کپور (روزہ) اور قربانیاں شامل ہیں جو انفرادی اور سماجی نظم وضبط کو تقویت دیتی ہیں۔ عیسائیت میں دعا، روزہ، بپتسمہ اور عشائے ربانی کو روحانی تزکیہ اور انسانیت کی خدمت کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ اسلام میں نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج جیسی عبادات کو نہ صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کو مضبوط کرنے کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے بلکہ معاشرتی سطح پر مساوات، بھائی چارے اور فلاحی نظام کو بھی فروغ دیا جاتا ہے۔

اگرچہ یہ تینوں مذاہب بعض رسومات اور اصولوں میں مختلف ہیں، لیکن ان کا مشترکہ مقصد ایک منصفانہ اور پرامن معاشرے کی تشکیل ہے۔ انصاف، احسان، ہمدردی اور خدا کو خوش کرنے کا تصور اس کی بنیادی اقدار میں شامل ہے۔ اگر ان تعلیمات پر صحیح معنوں میں عمل کیا جائے تو ایک ایسا معاشرہ تشکیل دیا جا سکتا ہے جہاں معاشرتی ناانصافی، غربت اور طبقاتی تفریق کا خاتمہ ہو اور تمام لوگ باہمی محبت اور بھائی چارے کے ساتھ رہ سکیں۔

حوالہ جات

[1] ۔ مظفر حسین، ڈاکٹر، مذاہب عالم: ایک تقابلی مطالعہ، کراچی: ادارہ معارف اسلامی، 2005ء، ص 85۔

[2] ۔ المائدۃ، 2:6

[3] ۔ ڈیورانٹ، ول، تہذیب کی کہانی، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، 2001ء، ص 276۔

[4] ۔ ڈیورانٹ، ول، دی اسٹوری آف سیولائزیشن، نیویارک: سائمن اینڈ شسٹر، 1935ء، ص 345۔

[5] ۔ استثنا، 16:18

[6] ۔ جانسن، پال، اے ہسٹری آف دی جیوز، نیویارک: ہارپر کولنز، 1987ء، ص 102۔

[7] ۔ احبار، 16:29

[8] ۔ شقطار، سلیمان، جیوش ریلیجن، لندن: مکملن، 1903ء، ص 154۔

[9] ۔ یوحنا، 20:4

[10] ۔ تھامس ایکوئیناس، سمّا تھیولوجیکا، پیرس: ایڈیشن بلیو، 1274ء، ص 112۔

[11] ۔ متی، 21:19

[12] ۔ متی، 39-37:22

[13] ۔ یوحنا، 13:15

[14] ۔ متی، 36-35:25

[15] ۔ متی، 6-6:5

[16] ۔ متی، 3-2:4

[17] ۔ متی، 14-13:3

[18] ۔ متی، 28-26:26

[19] ۔ النحل، 90:14

[20] ۔ مسلم، محمد بن حجاج۔ صحیح مسلم، دمشق: دار إحياء التراث العربي، 1422ھ، كتاب الإمارة، باب فضيلة الإمام العادل، جلد 3، حدیث 1827۔

[21] ۔ البقرہ، 195:2

[22] ۔ مسلم، محمد بن حجاج۔ صحیح مسلم، دمشق: دار إحياء التراث العربي، 1422ھ، كتاب الصيد والذبائح، باب الأمر بإحسان الذبح والقتل، جلد 3، حدیث 1955۔

[23] ۔ الحجرات، 13:26

[24] ۔ احمد بن حنبل۔ مسند أحمد، قاہرہ: مؤسسة قرطبة، 1416ھ، جلد 38، حدیث 23489۔

[25] ۔ النساء، 36:5

[26] ۔ بخاری، محمد بن اسماعیل۔ صحیح بخاری، دمشق: دار طوق النجاة، 1422ھ، كتاب الإيمان، باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده، جلد 1، حدیث 10۔

[27] ۔ العنکبوت، 45:21

[28] ۔ بخاری، محمد بن اسماعیل۔ صحیح بخاری، دمشق: دار طوق النجاة، 1422ھ، كتاب الصوم، باب فضل الصوم، جلد 2، حدیث 1894۔

[29] ۔ التوبة، 103:11

[30] ۔ بخاری، محمد بن اسماعیل۔ صحیح بخاری، دمشق: دار طوق النجاة، 1422ھ، كتاب الحج، باب فضل الحج المبرور، جلد 2، حدیث 1521۔